(عبداللہ بٹ)

بطلِ حریت شیخ حسام الدین رحمہ اللہ

(یکم جون ۱۸۹۷ء - ۲۱ جون ۱۹۶۷ء)

جن لوگوں کو ہند و پاکستان کی تاریخ سے تھوڑی بہت دلچسپی رہی ہے۔ ان کے لیے شیخ حسام الدین کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ اکہتر برس تک زندہ رہے اور زندگی کی ساری مدت بھرپور جدوجہد میں صرف ہوئی۔ بھاری جسم، قامت پست ہوتے ہوتے رہ گئی تھی۔ آواز میں رعب اور دبدبہ جب تقریر کرتے تو اس کی گھن گرج سے دل ہل جاتے تھے۔ تن کر چلتے اور اکڑ کر بات کرتے۔ مزاج بچپن سے لیڈرانہ تھا۔ جو بات منہ سے نکل گئی بس پتھر پر لکیر ہو گئی۔ غصے میں آ جاتے تو ذرا سی خطا پر بگڑ جاتے۔ اور جو معاف کرنے پہ آتے تو بڑے بڑے دشمنوں کو سینے سے لگا لیتے۔

نہال سرکش و گل بے وفا ولالہ دو
دریں چمن بچہ امید آشیاں بندم

سیاست کے جھمیلوں سے جو وقت بچتا وہ شعر و ادب کی محفلوں میں بسر ہوتا۔ انہیں سینکڑوں شعر یاد تھے۔ جہاں کہیں کوئی اچھا شعر سنا اسے اپنی بیاض میں نقل کر لیتے۔ پھبتی کسنے میں بڑے مشاق تھے اور لطف یہ ہے کہ پھبتی سننے کی بھی ہمت رکھتے تھے۔

شیخ حسام الدین یکم جون ۱۸۹۷ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم بھی گرو کی نگری میں ہوئی۔ ۱۹۲۰ء میں آپ نے خالصہ کالج امرتسر سے بی اے کا امتحان پاس کیا۔ کالج کے زمانے سے ہی سیاسیات میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ جب ۱۹۱۸ء میں رولٹ ایکٹ کے خلاف آل انڈیا ہڑتال کرائی گئی تو آپ امرتسر کی والنٹیئر کور کے انچارج تھے۔ ان دنوں امرتسر سیاسی اعتبار سے بڑی اہمیت رکھتا تھا۔ ۱۹۱۹ء میں کانگریس اور مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کے علاوہ خلافت کمیٹی کا مخصوص اجلاس بھی اسی مقام پر منعقد ہوا تھا۔ ہندوستان بھر کے چوٹی کے لیڈر اس شہر میں جمع تھے۔ موتی لال نہرو، سروجنی نائیڈو۔ مولانا ابوالکلام آزاد۔ پنڈت جواہر لال۔ ڈاکٹر سیف الدین کچلو، ڈاکٹر انصاری، مولانا محمد علی، مولانا شوکت علی، مولانا عبدالقادر قصوری، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مفتی کفایت اللہ اور چودھری افضل حق کے علاوہ کئی دوسرے زعماء بھی موجود تھے۔ نوجوان شیخ حسام الدین لیڈروں کے اس گلدستے میں امرتسر مسلم لیگ کے سیکرٹری کی حیثیت سے مہک رہے تھے علامہ اقبال مرحوم نے اسی اجتماع میں وہ مشہور و معروف رباعی ارتجالاً ارشاد فرمائی جس کا مصرعہ اول یہ ہے۔

ہے اسیری اعتبار افزا جو ہو فطرت بلند

اسی تاریخی شہر میں جب لارڈ چیمسفورڈ کے متعلق قرارداد پاس کی گئی تو ہماری سیاسی زندگی کے درویش اعظم مولانا حسرت موہانی مرحوم نے اس قرارداد کی تائید میں صرف یہ شعر ارشاد فرمایا

تو جو جانے پہ ہو راضی تو ترے سر کی قسم
کر کے چندہ ابھی لے دوں تجھے لندن کا ٹکٹ

جب ۱۹۲۱ء میں کانگریس نے عدم اعتماد اور عدم تشدد کی قرارداد منظور کی تو شیخ حسام الدین نے امر تسر میں نیشنل والنٹیئر کور کی تشکیل کی جو ۱۹۲۲ء میں خلاف قانون قرار دے دی گئی اور شیخ صاحب کو ڈیڑھ سال قید کی سزا ہوئی۔ شیخ صاحب کے خاندان کے دوسرے افراد تجارت پیشہ تھے ان پر سرکاری دباؤ ڈالا گیا اور انہیں ہر ممکن طریقہ سے تنگ کرنے کی کوشش کی گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شیخ صاحب کو گھر والوں نے بھی جواب دے دیا۔ اور ان کے سر پر صرف اپنے سیاسی عقیدے کا سایہ باقی رہ گیا۔ اس قید کے دوران وہ انبالہ، لاہور اور دھرمسالہ جیلوں میں رہے۔ جہاں مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، لالہ لاجپت رائے اور چودھری افضل حق مرحوم کی رفاقت نصیب ہوئی۔ جب شیخ صاحب جیل سے رہا ہوئے تو ملک کی فضا فسادات کی وجہ سے مکدر ہو چکی تھی۔ شیخ صاحب نے امر تسر کی غلہ منڈی میں آڑھت کی دکان شروع کی۔ اور اس طرح پنجاب یونیورسٹی کا یہ گریجوایٹ اپنی روزی کی طرف سے بے فکر ہو گیا۔

۱۹۲۵ء میں وائسرائے ہند نے امر تسر کا دورہ مقرر کیا، امر تسر کی انجمن اسلامیہ نے وائسرائے بہادر کے پُرجوش استقبال کا فیصلہ کیا لیکن شیخ حسام الدین نے رائے عامہ کو بیدار کرنا شروع کیا۔ جس کے باعث انجمن اسلامیہ کا یہ نیک ارادہ متذبذب ہو گیا۔ چنانچہ شیخ صاحب پر دفعہ ۱۷ کے تحت مقدمہ چلایا گیا۔ لیکن اس دفعہ وہ سزا سے بچ نکلے۔

۱۹۲۶ء میں راجپال ایجی ٹیشن شروع ہوئی۔ پنجاب کے وہ مسلم زعماء، جو بعد میں مجلس احرار کی شکل میں نمودار ہوئے۔ اس تحریک میں پیش پیش تھے۔ ان زعماء کی مسلسل کوششوں سے وہ قانون پاس ہوا جس کے باعث مذہبی رہنماؤں کی توہین جرم قرار دیدی گئی۔

۱۹۲۷ء میں جب سائمن کمیشن کا بائیکاٹ کیا گیا تو سر محمد شفیع مرحوم نے علیحدہ مسلم لیگ قائم کر لی جسے عام طور پر "شفیع لیگ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ لیکن اس جھگڑے میں شیخ حسام الدین اور دوسرے حریت پسند عناصر نے مسٹر محمد علی جناح کا ساتھ دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ "شفیع لیگ" نے دہلی میں سر ظفر اللہ (قادیانی) کی صدارت میں اجلاس منعقد کرنا چاہا وہ نہ ہو سکا۔ اس عرصہ میں نہرو رپورٹ آ چکی تھی اور ملک کی مختلف سیاسی جماعتیں اپنے نظریات کی تعیین میں مصروف تھیں۔ لکھنؤ میں آل پارٹیز مسلم کانفرنس منعقد ہو چکی تھی اور مسٹر جناح کے شہرہ آفاق "چودہ نکات" تشکیل پذیر ہو چکے تھے۔ ملک کے اس سیاسی پس منظر میں مارچ ۱۹۲۹ء کو لاہور میں حریت پسند مسلم زعماء کی ایک عظیم کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے کی۔ اس اجلاس میں مجلس احرار کی تشکیل، جداگانہ انتخاب کی حمایت کا فیصلہ کیا گیا۔ مجلس احرار کی تشکیل مسلمانوں کی سیاسی زندگی میں ایک نئے باب کا افتتاح تھا۔ اب اس تحریک نے تقویت حاصل کی تو حریت پسند عناصر نے اسے ختم کرنے کے مختلف منصوبے بنائے اور مختلف طریقوں سے سادہ دل مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مشتعل کر کے اس عظیم جماعت کی کمر توڑ کے رکھ دی۔

۱۹۳۰ء میں جب نمک کی ستیہ گرہ شروع کی گئی تو شیخ حسام الدین بھی گرفتار کر لئے گئے۔ اور انہیں گجرات سپیشل جیل بھیج دیا گیا۔ اسی جیل میں خان عبدالغفار خان کو آمادہ کیا گیا کہ وہ سرخپوش تحریک کو کانگریس کے ساتھ وابستہ کر دیں۔ جہاں یہ جماعت کانگریس کے والنٹیئر کی حیثیت سے کام کرے گی۔ شیخ حسام الدین نے قید و بند کے دوران "جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کا دوسرا رخ" کے عنوان سے انگریزی کتاب OTHER SPE OF THE MEDAL کا ترجمہ کیا۔ اور جب دس ماہ بعد گاندھی ارون پیکٹ ہوا تو ان کی رہائی عمل میں آئی۔

ہندوستان بھر میں مجلس احرار پہلی سیاسی جماعت تھی جس نے ریاستوں کے مسئلہ پر ایجی ٹیشن شروع کی اور کانگریس انگریز ہندو پریس اور رجعت پسند مسلم پریس کی مخالفت کے باوجود ۱۹۳۱ء میں کشمیری عوام پر ڈوگرہ راج کے مظالم کے خلاف ستیہ گرہ شروع کیا۔ اس عظیم تحریک میں سرکاری رپورٹ کے مطابق ۲۷ ہزار اور احرار کے مطابق ۵۰

ر افراد قید ہوئے۔ اور ۲۱ افراد نے جام شہادت نوش کیا۔
اس تحریک کا اثر یہ تھا کہ گلانسی کمیشن کی تشکیل کی گئی۔ جس نے بعد ازاں ریاستوں کے لیے حق خودارادیت کو ... کیا۔ کانگریس نے ریاستوں کے لیے سٹیس کانگریس کی تشکیل کی اور سر محمد شفیع نے گول میز کانفرنس میں اس تحریک کی تعریف کرتے ہوئے مسلمانوں کے جذبہ قربانی کو سراہا۔ شیخ حسام الدین نے اس تحریک میں ایک سال جیل کاٹی۔

۱۹۳۵ء میں شیخ حسام الدین کو یوم فلسطین کے سلسلہ میں ایک سال کی سزا ہوئی اسی سال مجلس احرار کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کو ختم کرنے کے لیے شہید گنج کا قضیہ شروع کر دیا گیا اور سر فضل حسین کا تیر عین نشانہ پر بیٹھا اور مجلس احرار کا اقتدار خاک میں مل گیا۔ جب ۱۹۳۷ء میں مجلس احرار انتخابات کے میدان میں کودی تو اسے شکست فاش ہوئی۔ ان انتخابات کے سلسلہ میں محمد علی جناح صاحب نے مجلس احرار سے مل کر یونی نیسٹ پارٹی کو شکست دینا چاہی لیکن اس وقت پنجاب مسلم لیگ میں بعض عناصر ایسے تھے جو سر سکندر حیات خان کے اشارے پر ناچ رہے تھے۔ چنانچہ ان کی سازشوں کی وجہ سے جناح اور احرار کا پیکٹ عملی جامہ نہ پہن سکا۔
۱۹۳۹ء میں دوسری جنگ عظیم شروع ہوئی تو ہندوستان کی مرضی کے خلاف جنگ میں شمولیت کا اعلان کر دیا گیا۔

اس پر مجلس احرار نے اس اعلان کی مخالفت کا فیصلہ کیا۔ شیخ حسام الدین اس وقت مجلس احرار کے صدر تھے چنانچہ انہوں نے ملک کا طوفانی دورہ کیا جس کی پاداش میں انہیں یکے بعد دیگرے اڑھائی سال کی سزا ہوئی جسے بعد میں ہائیکورٹ نے صرف ایک سال قید میں تبدیل کر دیا لیکن ہائیکورٹ کا یہ فیصلہ اس وقت ہوا جب شیخ صاحب ڈیڑھ سال قید بھگت چکے تھے۔

جب لڑائی ختم ہوئی تو پاکستان کی تحریک زوروں پر تھی مجلس احرار وزارتی مشن کی تجاویز کو بعض تحفظات کے ساتھ قبول کرنا چاہتی تھی۔ جب کانگرس نے ہندوستان میں عبوری حکومت قائم کی تو مجلس احرار کو بھی اس میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔ شیخ صاحب کانگریس ہائی کمان کے ساتھ گفت و شنید کرنے گئے اور آپ نے صاف صاف کہہ دیا۔
"مسلمانوں نے انتخابات کے ذریعہ اپنا فیصلہ مسلم لیگ کے حق میں کردیا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کے نمائندوں کے طور پر مجلس احرار عبوری حکومت میں شریک نہیں ہو سکتی ہاں اگر صرف مجلس احرار کے نمائندوں کی حیثیت سے پیش کی جائے تو اس پر غور ہو سکتا ہے۔
قیام پاکستان کے بعد آپ نے سیاسی زندگی سے قریباً کنارہ کشی کرلی اور مجلس احرار نے اپنے آپ کو صرف مذہبی امور تک محدود کر لیا۔ تحریک تحفظ ختم نبوت میں آپ کو چھ ماہ کی سزا ہوئی۔ آپ پاکستان میں حزب اختلاف کی نشو نما کو لازمی تصور کرتے تھے۔ نیز پاکستان کے مشرقی اور مغربی بازوؤں کے درمیان نزدیکی رابطہ کو ملک کے سیاسی استحکام کے لئے ضروری سمجھتے تھے۔ اسی غرض سے آپ نے عوامی لیگ، میں شرکت کی مگر جب حالات نے ساتھ نہ دیا تو ایک مرتبہ پھر گوشہ نشینی اختیار کر گئے۔
۱۹۶۲ء میں مجلس احرار نے آپ کو دوبارہ اپنا صدر منتخب کر لیا اور آپ تادم واپسیں اس عہدہ پر فائز رہے۔
دمہ کا مرض پرانا تھا۔ مگر اس کا قوت ارادی کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے۔ دو مرتبہ ہسپتال میں داخلہ لیا۔ مگر دن پورے ہو چکے تھے۔ اور آخر ۲۱ جون ۱۹۶۷ء کی صبح کو آپ عارضی علائق سے رشتہ توڑ کر خالق حقیقی کی بارگاہ میں پہنچ گئے۔